AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

اسلامی تحقیق میں ڈیجیٹل مکتبات کا استعمال: فوائد، چیلنجز اور فقہی تناظر

Utilizing Digital Libraries in Islamic Research: Benefits, Challenges, and a Fiqh Perspective

Ahmad Azeem
Phd Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab,

azeems.ahmads@yahoo.com

Dr. Usman Ahmad
Assistant Professor, institute of Islamic Studies, University of the Punjab,
usmanahmad.is@pu.edu.pk

Abstract

This article examines the use of digital libraries in Islamic research, focusing on their benefits, challenges, and the conditions for their legitimate utilization from an Islamic jurisprudence (fiqh) perspective. It highlights the significant advantages that digital libraries, such as al-Maktaba al-Shamela and other databases, provide in facilitating access to Islamic texts and scholarly resources. However, the paper also addresses the potential pitfalls of uncritical reliance on these digital tools, particularly in terms of methodological flaws, neglecting source context, and the risks of compromised academic integrity. The study argues that while digital libraries enhance the efficiency of research, they must be used with intellectual responsibility, guided by the foundational principles of fiqh, hadith verification, and academic ethics. Ultimately, the paper stresses the importance of balanced and responsible use of digital resources, emphasizing that digital libraries serve as tools for research, not as substitutes for a deeper understanding of Islamic scholarship.

Keywords: Digital Libraries, Islamic Research, Fiqh Perspective, Academic Integrity, Hadith Verification

تمہید

اسلامی تحقیق میں ڈیجیٹل مکتبات کا استعمال ایک جدید اور انقلابی پیشرفت ہے جس نے علمی کام کے طریقہ کار میں نمایاں تبدیلیاں لائی ہیں۔ مختلف آن لائن مکتبے جیسے مکتبہ الشاملہ اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے دینی علوم تک رسائی کو آسان، تیز، اور وسیع بنا دیا ہے۔ ان مکتبات کی مدد سے محققین کو قرآن، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور دیگر دینی متون تک فوری رسائی حاصل ہو جاتی ہے، جس سے تحقیق کی رفتار میں تیزی آتی ہے۔ تاہم، ڈیجیٹل مکتبات کے استعمال کے ساتھ کچھ اہم علمی و فقہی چیلنجز بھی سامنے آتے ہیں۔ ان مکتبات میں موجود مواد پر غیر تنقیدی انحصار کرنے سے تحقیق میں غلطیاں اور علمی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں، خاص طور پر جب مواد کا سیاق وسباق یا حدیث کی تخریج جیسے اہم اصولوں کا خیال نہ رکھا جائے۔ یہ مضمون اسلامی تحقیق میں ڈیجیٹل مکتبات کے فوائد اور مسائل کا جائزہ لیتا ہے اور ان کے استعمال میں علمی دیانت داری اور فقہی اصولوں کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ ہم اس تحقیق میں اس بات پر زور دیں گے کہ ڈیجیٹل مکتبات تحقیق کے لئے معاون اوزار (Tools) ہیں، نہ کہ تحقیق کی جگہ خود، اور ان کا استعمال اسلامی فقہ، اصولِ حدیث، اور علمی امانت داری کے اصولوں کے تحت کیا جانا چاہیے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ڈیجیٹل مکتبات کے ذریعے تحقیق کی سہولت کے باوجود، محققین کو ان کے استعمال میں احتیاط اور عمیق فہم کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسلامی علوم میں درست اور معتبر نتائج تک پہنچ سکیں۔

تعارف

اسلامی علوم کی اشاعت، تدوین اور تحقیق میں کتابوں اور کتب خانوں کو شروع ہی سے ہمیشہ مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں علمائے امت نے قلم، قرطاس اور محفوظ ذخائر کے ذریعے علم کی ایسی بنیادیں فراہم کیں جنہوں نے صدیوں پر محیط علمی روایت کو جنم دیا۔ ان علمی آثار اور مکتبوں کا مقصد نہ صرف علومِ شریعت کو محفوظ کرنا تھا بلکہ ان کو اگلی نسلوں تک قابلِ اعتماد طریقے سے منتقل کرنا بھی تھا۔ روایتی مکتبے (Libraries) جہاں جسمانی رسائی (Physical Presence) اور وقتی پابندیوں کے حامل تھے، وہیں عصرِ حاضر میں تیز رفتار ٹیکنالوجی نے دینی علوم کے ذخائر کو ڈیجیٹل فارمیٹس میں منتقل کرکے تحقیق و تعلیم کی دنیا میں ایک انقلابی تبدیلی برپا کر دی ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

آج کے دور میں "مکتبہ الشاملہ"، "جامع خادم الحرمین الشریفین"، اوران جیسے دیگر آن لائن دینی مکتبے فقہی، حدیثی اور اصولی تحقیق کے لیے نہایت قیمتی اور قابلِ دسترس ذرائع بن چکے ہیں۔ ان لائبریریوں نے علم کی وسعت، تلاش کی سہولت، اور حوالہ جاتی کتب تک فوری رسائی ممکن بنادی ہے۔ تاہم اس سہولت سے کچھ علمی و شرعی چیلنجز بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ ان میں اہم ترین سوال یہ ہے کہ آیا یہ ڈیجیٹل مکتبے علمی استنباط، فتویٰ نویسی، اور فقہی آراء کے انتخاب کے لیے قابلِ اعتماد ماخذ بن سکتے ہیں؟ کیا ایک طالب علم یا عام محقق ان ذرائع سے بغیر استاد یاماہر عالم کے براہِ راست استدلال کر کے امت کی رہنمائی کر سکتا ہے؟ نیز، کیا تخریجِ حدیث اور فقہی مسائل میں ڈیجیٹل ذرائع کا استعمال تحقیقی امانت کے تقاضوں پر پورا اُترتا ہے یا اس میں مزید احتیاطی امور کی ضرورت ہوسکتی ہے؟ اس تحقیقی مضمون میں ہم ان تمام سوالات کو علمی و اصولی زاویے سے زیرِ بحث لائیں گے۔ زیر نظر مضمون میں نہ صرف آن لائن دینی مکتبوں کا تاریخی و فنی جائزہ لیا گیا ہے بلکہ فقہی اصولوں، بالخصوص اصولِ تخییر اور فقہ المقارن کی روشنی میں ان ذرائع سے رائے کے انتخاب کی شرائط و ضوابط کا تعین بھی کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، تخریجِ حدیث میں پیش آنے والی ممکنہ غلطیوں، علمی سہو اور حوالہ جاتی مغالطوں پر بھی بحث کی گئی ہے تاکہ تحقیق کی راہ میں رہنمائی فراہم کی جاسکے۔

ابتدائی اسلامی دور میں عوامی اور نجی کتب خانوں کی روایت

اسلامی تاریخ میں کتب خانوں کی ابتدا اور ترقی کا سفر اسلامی تہذیب کے علمی، فکری اور ثقافتی ارتقاء کا روشن باب ہے۔ اسلام کے آغاز سے ہی قرآن مجید کی کتابت، حفظ، اور تلاوت کو مرکزی اہمیت حاصل رہی، جس نے علم سے محبت کو اسلامی معاشروں کی اساس بنادیا۔ سب سے پہلا معروف اسلامی کتب خانہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صفہ کے حلقہ درس کی شکل میں موجود تھا، جس کے بعد خلافتِ راشدہ اور بنوامیہ کے دور میں علمی مراکز وجود میں آئے۔ اموی دور میں اس کی پہلی مثال ایک نوجوان عبدالحکم بن عمرو بن عبداللہ کے قائم کردہ کتب خانے کی صورت میں مکہ مکرمہ میں ملتی ہے۔ یہ ایک علیحدہ عمارت میں عوامی نوعیت کا کتب خانہ تھا، جہاں مختلف فنون پر مشتمل کتابیں جمع کی گئی تھیں، اور ساتھ ہی تفریحی اشیاء جیسے شطرنج، نرد (پانسہ) اور گوٹی (جسے آج کل مصر میں سیجہ کہا جاتا ہے) بھی موجود تھیں۔ لوگ یہاں آکر کتابوں کا مطالعہ کرتے اور جب دل چاہتا تو تفریحی کھیلوں میں مشغول ہو جاتے۔ اس طرح مطالعہ اور تفریح کی یکجا سہولت فراہم کرنا، اسلامی تہذیب کی علمی و ثقافتی وسعت کا ایک نمایاں مظہر تھا۔ اس روایت نے واضح کر دیا کہ مطالعہ و تفریح کے امتزاج کا تصور عربوں نے ہی پیش کیا۔[1]

عباسی دور میں کتب خانوں کی یہ روایت باضابطہ کتب خانوں کی شکل اختیار کر گئی، جن میں بغداد کی "بیت الحکمہ" (قائم شدہ: 215ھ) کو مرکزی مقام حاصل ہے، جو نہ صرف ایک کتب خانہ تھا بلکہ علمی تحقیق، ترجمہ اور تدریس کا عظیم مرکز بھی تھا۔2

عباسی دور میں کتب خانوں کی تنظیم اور فراہمی کی صورت مزید منظم اور ہمہ جہت ہوتی گئی۔ عراق کے شہر موصل میں مشہور فقیہ اور محدث، ابوالقاسم جعفر بن محمد بن حمدان موصلی شافعی (240ھ–323ھ) نے ایک ایسا کتب خانہ قائم کیا تھا جس سے ہر خاص و عام کو استفادے کی اجازت تھی۔ یہ کتب خانہ نہ صرف بغیر کسی چھٹی کے ہر دن کھلا رہتا بلکہ اس میں آنے والے نادار اور مسافر طلبہ کو کتابیں بھی دی جاتیں اور مالی مدد بھی فراہم کی جاتی تھی۔ اسی تسلسل میں ابو علی بن سوار کاتب، جو صاحبِ "الفہرست" ابن الندیم کے دوست تھے، انہوں نے 367ھ سے پہلے دو کتب خانے وقف کیے؛ ایک خوزستان کے شہر رامہرمز میں اور دوسرا بصرہ میں۔ ان مراکز میں بھی موصلی کے کتب خانے کی طرح مطالعہ، علمی تبادلہ اور مسافروں کی خدمت کے مواقع فراہم کیے گئے۔ ابن سوار کا بصرہ کا کتب خانہ اتنا عظیم تھا کہ جب عضد الدولہ (م372ھ) بصرہ آیا تو اس نے اس دارالکتب کو دیکھ کر برملا اعتراف کیا: "ھذہ مکرمہ سبقنا الیھا" (یہ خیر و فلاح کا وہ کام ہے جس میں ابن سوار ہم سے سبقت لے گیا)۔

بغداد میں بھی اس دور کے علمی و فکری ذوق کی عکاسی ابو نصر سابور بن اردشیر (346ھ–416ھ) کے قائم کردہ دارالکتب سے ہوتی ہے۔ انہوں نے نہ صرف ایک عظیم کتب خانہ قائم کیا بلکہ اس کے مالی اخراجات کے لیے زرعی اراضی بھی وقف کی۔ مشہور شاعر ابو العلاء المعری نے 369ھ میں بغداد آکر اس کتب خانے سے استفادہ کیا اور اپنے اشعار میں اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے علمی مقام کا اعتراف کیا۔ یہ کتب خانہ 10,400 جلدوں پر مشتمل تھا، جن میں ایک سو سے زائد نادر نسخے قرآن مجید کے بھی شامل تھے، اور اپنے دور میں یہ علمی معیار کے لحاظ سے بے نظیر شمار ہوتا تھا۔ ہمدان میں ابو جعفر مہلبی ہمدانی نے چوتھی صدی ہجری میں بارہ ہزار مجلدات پر مشتمل کتب خانہ قائم کیا، جب کہ رَے میں ابن عباد (م358ھ) کا قائم کردہ کتب خانہ علمی سرگرمیوں کا مرکز تھا، جہاں ایک وقت میں ہزار افراد کھانے کی سہولت بھی حاصل کرتے تھے یہ اس ادارے کی وسعت اور عوامی شمولیت کا ثبوت ہے۔3

اسی کے تسلسل میں اندلس میں قرطبہ کی لائبریری (10ویں صدی عیسوی) جس میں چار لاکھ سے زائد مخطوطات موجود تھے، اور فاطمی دور میں قاہرہ کی دارالعلم، اسلامی دنیا کے علمی مراکز کی درخشاں مثالیں ہیں۔ یہ کتب خانے صرف ذخیرہ کتب نہیں تھے، بلکہ علمی مباحث، تدریس اور تحریر و تصنیف کی سرگرمیوں کا مرکز بھی تھے۔ ان مراکز کے قیام نے علمی و فکری روایات کو محفوظ کیا اور اسلامی تہذیب کو دیگر اقوام کے لیے علمی و تحقیقی نمونہ بنادیا۔ اسلامی تہذیب میں کتب خانوں کی ابتدا صرف درسی یا حکومتی مراکز تک محدود نہ تھی، بلکہ عوامی اور شخصی سطح پر بھی علمی ذوق کی تسکین اور ترویج علم کے لیے کتب خانے قائم کیے گئے۔

مزید بر آں، اس دور میں کتب خانے صرف نجی سطح تک محدود نہ رہے، بلکہ مساجد، خانقاہوں اور سرکاری سطح پر بھی منظم علمی مراکز قائم کیے گئے۔ ان میں قرّاء، مفسرین، محدثین، صوفیاء، لغویین، ادباء، شعراء اور مورخین کے الگ الگ مخصوص کتب خانے شامل تھے، جو اپنے اپنے دائرہ علم میں تحقیقی اور تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔ یہ کتب خانے اسلامی معاشروں میں علمی ثقافت کے استحکام، ایک سے دوسری نسل تک علمی تسلسل، اور امت کی فکری بالیدگی کے ضامن بنے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں علم کو جو مقام حاصل ہے، وہ کسی اور تہذیب میں نظر نہیں آتا۔ اسلام نے علم کو صرف دنیوی ضروریات کا ذریعہ نہیں بنایا، بلکہ اسے معرفتِ الٰہی، حسنِ عبادت، فلاحِ دنیا و آخرت اور صالح معاشرے کی بنیاد قرار دیا۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ میں طلبِ علم کی بے شمار ترغیبات موجود ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کو علمی سرگرمیوں کی طرف راغب کیا۔ اسی جذبہ علم کی بنیاد پر روایتی کتب خانوں کی بنیاد رکھی گئی، جو مساجد، مدارس، دارالعلوم اور حکومتی اداروں کا اہم حصہ بنے۔ ان کتب خانوں میں علمی ذخائر کی حفاظت، تدوینِ حدیث، تفسیر، فقہ، فلسفہ اور سائنس جیسے علوم کا فروغ ممکن ہوا۔ اسلامی کتب خانے نہ صرف کتابوں کے مجموعے تھے، بلکہ علمی گفتگو، مباحثہ اور تحقیق کے مراکز بھی تھے۔ ان اداروں نے صدیوں تک علمی قیادت کا فریضہ انجام دیا اور دنیا کو روشنی عطا کی۔ یہ تاریخی حقائق اس امر کی دلیل ہیں کہ اسلامی معاشرے محض سیاسی یا عسکری قوت کے حامل نہ تھے، بلکہ وہ کتاب دوست، علم نواز اور فکری مکالمے سے مزین تمدن کے نمائندے بھی تھے، جن میں کتب خانوں کو علمی ترقی کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل رہی۔

پہلی ہجری صدی کے اختتام سے پہلے ہی مسلمان قوم کتابوں کی تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہو چکے تھے، اور انہوں نے قرآن، احادیث اور دیگر علوم وفنون کے کسی بھی شعبے کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ ہر دروازے پر دستک دی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ کتب جمع کرنے کے شوقین ہو گئے، اور دنیا کے کونے کونے سے کتابیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ اس مقصد کے لیے انہوں نے بڑی بڑی رقمیں خرچ کیں۔ اس میں چھوٹے بڑے، مرد و خواتین سب برابر کے شریک تھے۔ یہی رجحان در حقیقت اس چیز کی ابتدائی بنیاد تھا جسے آج ہم 'خزائنِ کتب' یا 'اسلامی مکتبات' (لائبریریوں) کے نام سے جانتے ہیں۔

کتب خانوں (لائبریریوں) کا پھیلاؤ

اسلامی تہذیب کے آغاز کے ساتھ ہی لائبریریوں کا وجود سامنے آ گیا تھا۔ مشہور سیرت نگار محمد بن اسحاق (وفات: 150ھ، ان کے حالات کے بارے میں قدیم مؤرخ خطیب بغدادی نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب تاریخ بغداد (ت: بشار، 2/7-8) میں لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی، قبیلہ قیس بن مخرمہ کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے بغداد کو ہی اپنا مسکن بنالیا تھا، محمد بن اسحاقؒ اہلِ بغداد میں سب سے بزرگ، اعلیٰ سند والے اور قدیم الوفات راوی تھے، اسی لیے خطیب بغدادی نے اپنی کتاب (تاریخ بغداد۔ جلد ثانی) کا آغاز انہی کی سوانح سے کیا گیا ورنہ اصولی طور پر محمد بن اسحاق کے بجائے محمد بن احمد کے نام سے کتاب کا آغاز کیا جانا چاہئے تھا۔ وہ سیر، مغازی، اور قصصِ انبیاء کے ماہر تھے[4]) بیان کرتے ہیں:

كان بمدينة الحديثة رجل يقال له محمد بن الحسين ويعرف بابن أبي بعرة جماعة للكتب له خزانة لم أر لاحد مثلها كثرة تحتوي على قطعة من الكتب العربية في النحو واللغة والأدب والكتب القديمة فلقيت هذا الرجل دفعات فأنس بي وكان نفورا ضنينا بما عنده خائفا من بني حمدان فأخرج لي قمطرا كبيرا فيه نحو ثلاثمائة رطل جلود فلجان وصكاك وقرطاس مصر وورق صيني وورق تهامي وجلود آدم وورق خراساني فيها تعليقات عن العرب وقصائد مفردات من أشعارهم وشيء من النحو والحكايات والاخبار والأسماء والأنساب وغير ذلك من علوم العرب.5

"حدیثہ نامی شہر میں ایک شخص تھا جس کا نام محمد بن حسین تھا، اور وہ 'ابن أبي بعرة' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ وہ کتابوں کو جمع کرنے والا تھا، اس کے پاس ایک ایسا کتب خانہ تھا جس جیسا کسی اور کے پاس نہیں دیکھا۔ اس میں نحو، لغت، ادب، اور قدیم کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ میں اس سے کئی بار ملا اور وہ مجھ سے مانوس ہو گیا، حالانکہ وہ فطرتاً محتاط اور بخل مزاج تھا، خاص طور پر بنی حمدان سے ڈرتا تھا۔ ایک دن اس نے میرے لیے ایک بڑا صندوق نکالا، جس میں تقریباً تین سو رطل کی مقدار میں مختلف اقسام کی جلدیں، خطوط، اور کاغذات، فلجان کی کھالیں، مصر کے قلمی کاغذات، چینی کاغذ، تہامی اور خراسانی کاغذ رکھے تھے، ان میں عربوں کے متعلق تعلیقات، ان کے اشعار کے مفرد مجموعے، نحو، حکایات، خبریں، نام، انساب اور دیگر علوم سے متعلق مواد موجود تھا۔

ابن اسحاقؒ کی اس بات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے بہت ابتدائی دور میں ہی لائبریریوں کے لیے درکار ضروری سامان (مثلاً کاغذ، کھالیں، قلمی نسخے وغیرہ) مختلف علاقوں سے درآمد کرنا شروع کر دیا تھا۔ درآمدات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ اہلِ علم، مصنفین اور کتابوں کے عشاق ان چیزوں کی خریداری میں دلچسپی نہ رکھتے، اور اپنے ذاتی کتب خانے نہ بنا رہے ہوتے۔ یوں بعد میں اسلامی دنیا میں لائبریریوں کا قیام حیرت انگیز طور پر پھیل گیا ایسا پھیلاؤ جس کی نظیر اس سے پہلے یا بعد میں کسی قوم میں نہیں ملتی۔ ذیل میں ان چند افراد کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جنہوں نے ان لائبریریوں کی بنیاد رکھی اور ان کو کتابوں کے عشق میں بہت بڑا مقام و مرتبہ حاصل تھا، در حقیقت ایسے لوگ ان لائبریریوں کے بانی تھے۔

ابتدائی مسلم علماء کی علم دوستی اور کتاب سے وابستگی

cc BY

(1) ابو عمرو زبان بن علاء (وفات:154ھ)

یہ سات مشہور قراء (قاریانِ سبعہ) میں سے ایک تھے۔ ایامِ عرب، عربی اشعار اور علومِ عرب میں بے پناہ مہارت رکھتے تھے۔ روایت ہے کہ ان کے گھر میں کتابیں اتنی زیادہ تھیں کہ چھت تک بھر چکی تھیں، مگر بعد میں زہد و تقویٰ کی طرف مائل ہو کر اپنی تمام کتابیں زندگی کے آخری حصے میں جلا دیں۔

(2) الواقدی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر (وفات:207ھ)

اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور کے عظیم ترین مؤرخین میں شمار ہوتے ہیں۔ کتب بینی کے اس قدر دلدادہ تھے کہ کہا جاتا ہے ان کے پاس کتابیں چھ سو صندوقوں میں بھری ہوئی تھیں، جنہیں اٹھانے کے لیے ایک سو بیس اونٹ درکار ہوتے۔

(3) اسحاق الموصلی بن ابراہیم الندیم (وفات:235ھ)

موسیقی اور غناء میں منفرد مقام رکھتے تھے، مگر ساتھ ہی زبان و ادب اور اشعار میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے نادر کتب کا بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ مشہور لغوی ابو العباس ثعلب کہتے ہیں:
"میں نے اسحاق الموصلی کے پاس عربی لغت کے ایک ہزار اجزاء دیکھے جو اس نے خود سنے تھے، اور کسی گھر میں اتنی لغت کی کتابیں نہیں دیکھیں جتنی اس کے ہاں تھیں، سوائے اس کے بعد اعرابی کے۔"

(4) ابو بکر الصولی (وفات:335ھ)

ادب کے فنون میں ماہر اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ کتابیں جمع کرنے اور انہیں عمدگی سے ترتیب دینے میں شہرت رکھتے تھے۔ ابن شاذان کہتے ہیں: میں نے الصولی کا ایک عظیم کمرہ دیکھا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ ترتیب سے رکھی گئی تھیں، اور ان کی جلدیں مختلف رنگوں کی تھیں؛ ایک صف سرخ، دوسری سبز، تیسری زرد۔"

(5) یعقوب بن یوسف (وفات:380ھ)

فاطمی خلافت کے پہلے وزیروں میں سے تھے۔ ان کے پاس ایک عظیم کتب خانہ تھا جسے بنانے پر بے شمار دولت صرف کی۔ وہ ایک ہی کتاب کی کئی نسخے اس لیے خریدتے تھے تاکہ ان کی لائبریری کے زائرین بیک وقت مطالعہ کر سکیں۔ مؤرخ مقریزی نے ان کی لائبریری کی بڑی تعریف کی اور لکھا کہ وہ خود اس کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

(6) وزیر الأفضل بن امیر الجیوش (وفات:515ھ)

خلیفہ المستنصر کے دور میں فوج کے سربراہ رہے۔ کتب جمع کرنے کے دیوانے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس پانچ لاکھ (500,000) کتابیں جمع ہو گئی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کی جائیداد ضبط کی گئی تو اس میں جواہرات سے مزین ایک دوات بھی تھی جس کی قیمت بارہ ہزار دینار لگائی گئی۔

(7) اسامہ بن منقذ (وفات:615ھ)

ایوبی سلطنت کے دور کے مشہور ادیب اور سپاہی تھے۔ کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ان کی کتابوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ خود ان کے نزدیک بھی اس کا اندازہ ممکن نہ تھا۔ ایک بار مالی تنگی کے سبب انہوں نے چار ہزار کتابیں فروخت کیں، مگر اس سے ان کی لائبریری پر کوئی خاص اثر نہ پڑا۔ وہ بڑھاپے میں بھی چھوٹا خط اسی طرح پڑھتے جیسے جوانی میں۔

(8) احمد بن اسماعیل حسبانی (وفات:815ھ)

دمشق کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ فقہ اور علومِ عربیہ میں مہارت حاصل کی، تصنیف و تالیف میں مشغول رہے اور ایک عظیم کتب خانہ قائم کیا۔ ان کے پاس ایسے کتب کا ذخیرہ تھا جو کسی اور کے پاس نہ تھا۔ بد قسمتی سے 803ھ میں تاتاری بادشاہ تیمور لنگ کے حملے میں دمشق کی تمام بازاروں اور کتب خانوں کے ساتھ یہ کتب خانہ بھی تین دن تک جاری رہنے والی آگ میں جل کر راکھ ہو گیا۔

(9) عبید اللہ حلَبی (وفات:936ھ)

حلب کے قاضی اور علم و کتابت کے شیدائی تھے۔ انہوں نے دس ہزار کے قریب نایاب مخطوطات جمع کیے۔ ان تمام مخطوطات کا فہرست ایک جلد میں مرتب کیا، جس میں ہر کتاب کا عنوان، مصنف اور دیگر تفصیلات درج تھیں۔ انہوں نے بعض کاتبین و مجلدین کو اپنے گھر بلوا کر ان مخطوطات کی جلد بندی اور مرمت کروائی۔

CC BY

(10) حاجی خلیفہ (وفات:1069ھ)

مشہور کتاب "کشف الظنون " کے مصنف ہیں۔ ان کے پاس ایک عظیم کتب خانہ تھا جسے انہوں نے شام، عراق، حجاز اور مصر سے کتابیں جمع کر کے تیار کیا۔ اگر ان کے پاس یہ کتب نہ ہوتیں تو وہ کبھی بھی یہ عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا مرتب نہ کر پاتے، جس نے کتب، علوم وفنون کے ہزاروں نام ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیے۔

آن لائن دینی لائبریریوں کا تعارف اور اقسام

آج جدید ٹیکنالوجی کے دور میں دینی علوم کی ترویج و تحقیق کے لیے آن لائن دینی لائبریریاں (Digital/Online Islamic Libraries) ایک اہم ذریعہ بن چکی ہیں۔ ان کا مقصد اسلامی علوم کی کتب، مخطوطات، تفاسیر، احادیث، فقہی ذخائر، اور علمی مقالات کو بآسانی عام وخاص کے لیے مہیا کرنا ہے۔ ان آن لائن لائبریریوں نے تحقیق کو سہل، تیز اور وسعت آمیز بنایا ہے، اور دینی علوم کی بقاء واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ علمی و تحقیقی کام میں سب سے بنیادی اور اہم پہلو یہ درپیش ہوتا ہے کہ دستیاب وسائل، تحریروں اور معتبر مآخذ کی چھان بین کے ذریعے درست اور مستند معلومات تک رسائی حاصل کی جائے۔ اس مقصد کے لیے محققین کو مختلف کتب خانوں اور علمی مراکز سے رجوع کرنا ہوتا ہے، جہاں انسائیکلوپیڈیاز، معاجم، قوامیس، رسائل، جرائد، اخبارات اور مخطوطات جیسا قیمتی علمی مواد موجود ہوتا ہے جو کہ تحقیق کے معیار اور گہرائی میں اضافہ کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں تحقیق کی سہولت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ یہ تمام علمی ذخائر ڈیجیٹل لائبریریوں کی صورت میں بھی بآسانی دستیاب ہیں۔ اب مختلف زبانوں میں دنیا بھر کی جامعات کے تحقیقی منصوبے، کتب، مقالات اور رسائل آن لائن لائبریریوں میں موجود ہیں، جن تک رسائی چند لمحوں میں ممکن ہو گئی ہے۔ ان ڈیجیٹل اور الیکٹرانک لائبریریوں کا تعارف عموماً یوں بیان کیا جاتا ہے:

المكتبة الرقمية أو المكتبة الإلكترونية هي مجموعة من المواد (نصوص وصور وفيديو وغيرها.) مخزنة بصيغة رقمية ويمكن الوصول إليها عبر عدة وسائط منها الشبكات الحاسوبية بصفة خاصة الإنترنت. 6

ترجمہ: ڈیجیٹل لائبریری یا الیکٹرانک لائبریری مواد (متون، تصاویر، ویڈیوز وغیرہ) کا ایک ایسا مجموعہ ہوتی ہے جس کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کیا جاتا ہے، اور اس تک مختلف ذرائع سے، بالخصوص کمپیوٹر نیٹ ورکس اور انٹرنیٹ کے ذریعے، رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

الیکٹرانک اور ڈیجیٹل لائبریری میں فرق

(1) الیکٹرانک لائبریری (Electronic Library):

الیکٹرانک لائبریری سے مراد وہ لائبریری ہے جو معلوماتی ذرائع کو الیکٹرانک شکل میں فراہم کرتی ہے، جیسے کہ سی ڈیز (CDs)، ڈی وی ڈیز، یا انٹرنیٹ اور دیگر نیٹ ورکس کے ذریعے دستیاب مواد۔ تاہم، ضروری نہیں کہ اس میں موجود تمام مواد مکمل طور پر الیکٹرانک ہو؛ بعض اوقات اس میں روایتی (چھپی ہوئی) معلوماتی ذرائع بھی شامل ہوتے ہیں۔ بعض ماہرین کے مطابق "الیکٹرانک لائبریری" کا تصور "ورچوئل لائبریری" (Virtual Library) کے برعکس ہوتا ہے، کیونکہ الیکٹرانک لائبریری کی ایک حقیقی جسمانی جگہ (Physical Location) بھی موجود ہوتی ہے، اور ساتھ ہی اس کا ایک آن لائن پلیٹ فارم بھی ہوتا ہے جہاں سے صارفین معلومات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

المكتبة الالكترونية: هي تلك المكتبات التي تشتمل على مصادر المعلومات الإلكترونية على هيئة أقراص مدمجة أو عبر الشبكات المختلفة ك الإنترنت ، إلا أنه ليست جميع محتوياتها بهذا الشكل ، حيث من الممكن أن تتضمن أيضًا بعض المصادر التقليدية . ويرى البعض أن مصطلح المكتبة الالكترونية يمثل عكس المكتبة الافتراضية ، وأن لها موقع على النت في مكان على الواقع.

ترجمہ: الیکٹرانک لائبریری ان لائبریریوں کو کہا جاتا ہے جو الیکٹرانک معلومات کے مراجع پر مشتمل ہو جیسے کہ سی ڈیز (CDs) یا مختلف نیٹ ورکس کے ذریعے (مثلاً انٹرنیٹ)۔ تاہم، اس کی تمام تر معلوماتی مواد لازماً صرف الیکٹرانک شکل میں نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں روایتی ذرائع بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ "الیکٹرانک لائبریری "کا مفہوم "ورچوئل لائبریری " کے برعکس ہے، کیونکہ الیکٹرانک لائبریری کا کوئی حقیقی مقام (Physical Location) ہوتا ہے اور اس کا انٹرنیٹ پر بھی کوئی مخصوص ویب سائٹ یا مقام موجود ہوتا ہے۔

(2) ڈیجیٹل لائبریری (Digital Library):

OPEN ACCESS
CC BY

ڈیجیٹل لائبریری کا بنیادی تصور معلومات کو مکمل طور پر ڈیجیٹل (نمبراتی) فارمیٹ میں محفوظ کرنے اور فراہم کرنے پر مبنی ہے۔ اس میں تمام معلوماتی ذرائع کو اعداد و شمار (digits) کی صورت میں ذخیرہ کیا جاتا ہے، تاکہ ان کو مؤثر انداز میں منتقل، شیئر اور استعمال کیا جا سکے۔

صارفین ان لائبریریوں سے "ریموٹ ایکسیس" (Remote Access) کے ذریعے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جس سے وہ دنیا کے کسی بھی حصے سے ڈیجیٹل مواد کو نہ صرف پڑھ سکتے ہیں بلکہ پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔ ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ ڈیجیٹل لائبریری، الیکٹرانک لائبریری کا جدید اور ترقی یافتہ مرحلہ ہے، کیونکہ یہ معلومات کو صرف الیکٹرانک طور پر نہیں بلکہ مکمل نمبراتی انداز میں منظم کر کے ایک نیا معیار فراہم کرتی ہے، جس سے تحقیق، تعلیم اور معلوماتی تبادلے کا عمل زیادہ تیز، آسان اور مربوط ہو جاتا ہے۔

المكتبة الرقمية: تقوم فكرة المكتبة الرقمية على تخزين المعلومات بصيغة رقمية ، ويمكن للمستخدم الوصول إلى خدمات تلك المكتبات من خلال توفير مداخل عن بعد Remote Access تمكن المستخدم من استعمال مصادر المعلومات الإلكترونية بشكلها الإلكتروني وطباعتها على ورق من كافة المكتبات حول العالم . ويرى البعض أن المكتبة الرقمية تمثل الوجه المتطور من المكتبة الإلكترونية وذلك من ناحية تعاملها مع المعلومات كأرقام حتى تسهل عملية التخزين وانتقال المعلومات والاتصالات واستثمارها وتداولها الكترونيا بشكل رقمي .7

ترجمہ: ڈیجیٹل لائبریری کا تصور معلومات کو ڈیجیٹل (نمبراتی) فارمیٹ میں محفوظ کرنے پر مبنی ہوتا ہے۔ صارفین ان لائبریریوں کی خدمات تک رسائی ریموٹ ایکسیس (Remote Access) کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں، جس کی بدولت وہ دنیا بھر کی لائبریریوں سے الیکٹرانک معلوماتی ذرائع کو ان کی الیکٹرانک شکل میں استعمال کر سکتے ہیں، اور انہیں کاغذ پر پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ ڈیجیٹل لائبریری دراصل الیکٹرانک لائبریری کی ایک جدید شکل ہے، کیونکہ یہ معلومات کے ساتھ نمبراتی انداز (digital format) میں معاملہ کرتی ہے، تاکہ محفوظ کرنے، منتقل کرنے، رابطہ قائم کرنے، اور الیکٹرانک طور پر معلومات کے تبادلے کا عمل زیادہ مؤثر، آسان اور مفید بنایا جا سکے۔

حدیث کی آن لائن تخریج اور اس میں غلطیوں کے امکانات

اللہ عزوجل کی حکمت کا تقاضا تھا کہ آغاز ہی سے سنتِ نبویہ کی حفاظت کی جائے۔ ابتدائی دور میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو محفوظ رکھنے کے لیے صحابہ کرامؓ کے سینے ہی حافظ و نگہبان بنے، کیونکہ اس زمانے کی ضرورت یہی تھی۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ کتابت اور تدوین کو بطورِ طریقۂ حفاظت اپنایا گیا، اور اس کے بعد حدیث کی باقاعدہ تصنیف کا عمل سامنے آیا تاکہ سنت نبوی کو محفوظ رکھا جا سکے۔ ہر دور کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق احادیث کی تصنیف کے طریقے بھی ترقی کرتے گئے، یہاں تک کہ سنتِ نبویہ ہمیں عظیم الشان کتب، دفاتر اور مجموعوں کی صورت میں محفوظ حالت میں میسر آگئی۔ یہ سب کچھ ان ربّانی علماء کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے حدیث کی حفاظت اور درجہ بندی کے لیے بہترین طریقے ایجاد کر کے ایک عظیم مثال قائم کی۔

ڈاکٹر عبدالغنی احمد جبر التمیمی اپنی کتاب تخریج الاحادیث النبوی میں لکھتے ہیں:

وعلم التخريج ذو فوائد عديدة؛ إذ من فوائده: وصل المرسل، ورفع الموقوف، وتصريح المدلس بالسماع، والاطلاع على العلل في السند والمتن، وتقوية الحديث، وإفادة ألفاظ جديدة، والإلمام باصطلاحات المحدثين في التصحيح والتحسين والتضعيف، وفي التوثيق والتجريح، والتعرف على جهودهم في خدمة السنة وكدّهم وسهرهم، وارتحالهم وسفرهم لسماع الحديث، وكذلك معرفة المصحَّف والمحرَّف من الألفاظ، وما وقع فيه وهم ونحو ذلك۔ 8

ترجمہ: علم الخریج کے بے شمار فوائد ہیں: اس کے فوائد میں سے حدیث مرسل کو متصل بنانا، موقوف کو مرفوع (نبی ﷺ تک پہنچانا)، مدلس راوی کی سماع کی تصریح کو واضح کرنا، سند اور متن میں موجود علتوں کا علم حاصل کرنا، حدیث کو تقویت دینا حدیث کے نئے الفاظ سے آگاہی حاصل کرنا، محدثین کے اصطلاحات جیسے تصحیح، تحسین، تضعیف، توثیق اور جرح کو سمجھنا، سنت کی خدمت میں محدثین کی کاوشوں، محنت، شب بیداری، سفر و ارتحال سے واقفیت حاصل کرنا، مصحّف (غلط لکھے گئے) اور محرف (معنی میں بگاڑ پیدا کرنے والے) الفاظ کی پہچان حاصل کرنا اور وہم و خطا کی صورتوں کو جاننا، وغیرہ۔

آجکل کے ڈیجیٹل دور میں بہت سی ایسی لائبریریاں، ایپلی کیشنز اور ویب سائٹس موجود ہے جو حدیث نبوی کی تخریج میں استعمال ہوتی ہے۔ جو علوم احادیث اور دیگر علوم شرعیہ کے طلبہ کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ جن کا فائدہ یہ ہے کہ یہ ایسے طلبہ کے وقت اور محنت کی بچت کے ساتھ ساتھ محقق کو مطلوبہ معلومات تک چند سیکنڈ میں رسائی کو ممکن بناتی ہے جن تک بعض اوقات صرف انہی ذرائع کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ ان پروگراموں کی اہمیت بعض لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے، لیکن اہل علم اور محققین اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ ان میں سے چند معروف ایپلی کیشنز اور لائبریریاں جامع خادم الحرمین الشریفین، مکتبہ شاملہ، اور جامع الکتب التسعہ ہیں۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ ان لائبریریوں میں خامیاں اور قابل گرفت چیزیں بھی ہیں جن سے بچنا انتہائی ضروری ہے خصوصا تخریج احادیث جیسے نازک علمی مباحث میں کیونکہ اس کا براہ راست اثر دین پر پڑتا ہے ذیل میں چند مشہور لائبریریاں اور ایپلی کیشنز اور ان میں پائی جانی والی خامیاں ملاحظہ فرمائیں:

CC BY

(1) جامع الخادم الحرمین شریفین

جامع الخادم الحرمین شریفین لائبریری اپنی خدمات اور سنتِ نبوی کی خدمت میں پیش کی گئی خصوصیات کے اعتبار سے کسی تعریف اور مدح کا محتاج نہیں، اور اس سے مقصود اس کی تنقیص نہیں ہے؛ بلکہ اس کی ترقی میں حصہ ڈالنے اور بہتر و عمدہ خدمات تک پہنچنے کی کوشش کے لیے چند مشاہدات ذکر کرنے کے طور پر ہے، جو درج ذیل ہیں:

(i) بعض طباعتی اغلاط، خاص طور پر رواۃ کے ناموں میں، جو تخریج پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

(ii) سند کے بعض رواۃ کے تعارف میں غلطیاں ہو۔

(iii) بعض اوقات حکم کو کسی طریق یا سند کے ساتھ غیر دقیق طور پر جوڑا جاتا ہے، جس کی وجہ سے کسی اور طریق کو بھی وہی حکم دے دیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس سے مختلف ہوتا ہے۔

(iv) حدیث کے سببِ ورود (یعنی سیاق وسباق) کی طرف اشارہ نہ کرنا۔

(v) حدیث میں زیادات (اضافے) کی طرف تفصیلی تخریج کے وقت اشارہ نہ کرنا، اور صرف ان کو متون کے مجموعے میں درج کرنے پر اکتفا کرنا۔

(vi) شاذ، منکر اور مدرج زیادات کی طرف اشارہ نہ کرنا۔

(vii) رفع اور وقف کے درمیان اختلاف کی طرف توجہ نہ دینا۔

(viii) بعض رواۃ کے لیے اہم متن کی تعیین نہ کرنا تخریج کرتے وقت۔

(ix) حدیث کے متن میں پائے جانے والے قلب (تبدیلی یا الٹ پھیر) کی طرف تخریج کے وقت توجہ نہ دینا۔

(x) مکرر الفاظ کی طرف اشارہ نہ کرنا۔9

(2) مکتبۃ الشاملہ کا تعارف

مکتبہ الشاملہ ڈیجیٹل لائبریوں میں ایک خاص اہمیت کا حامل سوفٹ ویئر ہے جس کا مقصد محققین، مولفین اور علم دین حاصل کرنے والے طلبہ کو دینی کتابیں اور تحقیقی مواد فراہم کرنا ہے جن کی انہیں ضرورت ہے۔ یہ لائبریری اس وقت انڈرائڈ اور ونڈوز دونوں میں کام کرتا ہے اور مختلف قسم کی کتابیں ٹیکسٹ فائلز میں اس میں ایک منظم انداز میں موجود ہے، اور صارف کو یہ سہولت دیتا ہے کہ وہ ان کتابوں بآسانی تلاش کر سکتا ہے۔ اس لائبریری میں دینی علوم مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ اور ان کے معاون مضامین کی ہزاروں کتب موجود ہیں۔10

(الف) مکتبۃ الشاملہ میں آنلائن تخریج احادیث میں اس کی اہمیت اور خصوصیات:

مکتبۃ الشاملہ ایک ایسا مفید اور تیز رفتار لائبریری ہے جس میں محققین یا طلبہ بہت آسانی سے کسی بھی حدیث یا اثر (صحابہ و تابعین کے اقوال) تک پہنچ سکتا ہے۔ اس پروگرام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ مختلف کتبِ حدیث میں موضوع کے لحاظ سے احادیث کو تلاش کرنے کی سہولت دیتا ہے۔ یہ روایتی مطبوعہ کتب سے کہیں زیادہ جدید اور آسان ہے، کیونکہ اس میں صرف ایک لفظ، چند الفاظ یا کسی لفظ کا حصہ لکھ کر بھی مطلوبہ حدیث تلاش کی جا سکتی ہے۔

(ب) حدیث کی تخریج کے مختلف طریقے:

خودکار تخریج: (Auto Takhrij)

مکتبۃ الشاملۃ میں 400 سے زیادہ ایسی کتب موجود ہیں جو اس خودکار سسٹم سے جڑی ہوئی ہیں۔ اگر آپ کسی حدیث کی کتاب کو کھول کر اس میں کوئی حدیث منتخب کریں تو آٹو تخریج کا بٹن فعال ہو جاتا ہے۔ اس پر کلک کرنے سے وہ حدیث کہاں کہاں آئی ہے، وہ تمام مراجع اور طریق (روایات) سامنے آجاتے ہیں۔

عام تلاش کے ذریعے تخریج:

اگر آپ حدیث کا مکمل یا جزوی متن جانتے ہیں، تو آپ اسے سرچ بار میں لکھ کر مطلوبہ نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

CC BY

پانچ خانوں کی تلاش:

یہ طریقہ تب مفید ہوتا ہے جب آپ کو حدیث کا مکمل متن نہ معلوم ہو، مگر اس کا مفہوم یا کچھ الفاظ یاد ہوں۔ اس میں موضوع، راوی، مطلعِ حدیث وغیرہ جیسے خانے بھر کر حدیث تلاش کی جاسکتی ہے۔

کتب کا انتخاب:

آپ یہ بھی طے کر سکتے ہیں کہ تلاش صرف کس قسم کی کتابوں میں ہو:

-اصل حدیث کی کتابیں (متون)

-اجزاء حدیثیہ

-تخریجی کتب یا فوائد

-کسی خاص امام کی کتابیں یا چاہیں تو ان سب میں بیک وقت تلاش ہو۔

-مخصوص کتاب سے تخریج

-اگر آپ چاہیں تو صرف کسی ایک خاص کتاب سے بھی حدیث تلاش کی جاسکتی ہے۔

نتائج کی گنتی اور مقام کی معلومات:

جب آپ کوئی حدیث تلاش کرتے ہیں تو المکتبۃ الشاملۃ یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ حدیث کتنی کتابوں میں آئی ہے اور ہر کتاب میں کہاں موجود ہے۔11

(ج) مکتبۃ الشاملہ کی خامیاں

المکتبۃ الشاملۃ کے بے شمار فوائد اور خوبیاں ہیں، اور یہ علمی معلومات تک آسان رسائی اور تحقیق کو سہل بنانے میں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے، لیکن اس کے باوجود اس میں کچھ کمزوریاں اور مشکلات بھی پائی جاتی ہیں، جن میں سے چند کو ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے:

(i) مکتبہ شاملہ میں اعراب (تشکیل) میں اغلاط

مکتبہ شاملہ میں "تشکیل" کی سہولت بظاہر قاری اور استفادہ کرنے والے افراد کی آسانی کے لیے دی گئی ہے، لیکن متعدد متون اور عربی عبارات میں اعرابی اغلاط بکثرت موجود ہیں۔ مثال کے طور پر حدیثی متون یا فقہی عبارات میں ایسی جگہوں پر نصب، رفع یا جر کی غلطیاں دیکھی گئی ہیں جہاں سیاق وسباق کے اعتبار سے صحیح اعراب ناگزیر ہوتا ہے۔ ان غلطیوں کی نشاندہی عربی زبان کے اصول و ضوابط کو جاننے والے افراد بآسانی کر سکتے ہیں۔

(ii) تصوف وصوفیاء سے متعلق کتب کی کمی

مکتبہ شاملہ میں تصوف اور روحانیات کے موضوع پر انتہائی محدود کتب موجود ہیں۔ مثال کے طور پر شیخ الشیوخ عبد القادر جیلانیؒ متوفی 561ھ کی کتاب "فتوح الغیب"، اور ابو الحسن علی بن عثمان بن ابو علی الجلابی الہجویری الغزنویؒ متوفی 465ھ کی مشہورِ زمانہ کتاب "کشف المحجوب" جس کا عربی ترجمہ قاہر سے مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ نے شائع کیا ہے اسی طرح شیخ شہاب الدین سہر وردیؒ متوفی 632ھ کی تصوف پر مشہورِ زمانہ کتاب "عوارف المعارف" جیسی بنیادی کتب مکتبہ شاملہ میں دستیاب نہیں۔ اس عدم توازن کی وجہ سے یہ ڈیجیٹل مکتبہ اسلامی علوم کی صرف ایک خاص جہت کی ترجمانی کرتا ہے۔

(iii) سلفی مکتب فکر کا غالب اثر

مکتبہ شاملہ میں سلفی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کی کتب بہت بڑی تعداد میں دستیاب ہیں، مثلاً ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، محمد بن عبد الوہابؒ وغیرہ کی تمام اہم اور فرعی تصانیف موجود ہیں، جبکہ اشاعرہ، ماتریدیہ اور دیگر مکاتب فکر کے اکابرین کی تصانیف (مثلاً امام رازیؒ، امام غزالیؒ، ابو منصور ماتریدیؒ) بہت کم یا نہ ہونے کے برابر موجود ہیں۔

(iv) اس کے علاوہ کچھ مزید خامیوں کے متعلق د. حسین مطاوع الترتوري فلسطيني اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

CC BY

المکتبۃ الشاملۃ کی زیادہ تر خامیاں اس کے پہلے ایڈیشن میں پائی گئیں، جنہیں بعد کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں بڑی حد تک درست کر لیا گیا۔ ان خامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

- بعض کتابوں کا صفحہ نمبر اور ترتیب حتیٰ کہ دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں بھی چھپی ہوئی (مطبوعۃ) کتابوں سے مختلف ہے، اور چونکہ تمام قارئین یا محققین اس فرق کو نہیں جانتے، اس لیے کسی نقل شدہ متن کی اصل کتاب تک واپسی مشکل ہو جاتی ہے۔

- پہلے ایڈیشن میں قرآن پاک کے متن میں سنگین غلطی تھی: سورۃ الزمر کی نویں آیت میں شروع کا لفظ "أَمَّنْ" حذف ہو گیا تھا اور اس کی جگہ غلطی سے "دیارھم" لکھ دیا گیا تھا، جس سے آیت یوں بن گئی: دیارھم قانت آناء اللیل ساجدا و قائما یحذر الآخرۃ. جبکہ اصل آیت یہ ہے: أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ یہ غلطی دوسرے ایڈیشن میں درست کر دی گئی۔

- پہلے ایڈیشن میں بہت سی کتابیں ایسی شامل تھیں جن کی فہرست بندی (Indexing) ہی نہیں تھی، اور بعض کی فہرست بندی غلط طریقے سے کی گئی تھی، جنہیں دوبارہ ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

- المکتبۃ الشاملۃ میں ٹائپنگ کی غلطیاں (مطبعی اغلاط) چھپی ہوئی کتابوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ ان میں سے کچھ کو پہچاننا آسان ہوتا ہے، لیکن بعض ایسی ہوتی ہیں جو معنی کو بدل دیتی ہیں اور ان کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔

- اس ڈیجیٹل لائبریری میں بیشتر تحقیق شدہ علمی وراثت کی کتابیں شامل نہیں، کیونکہ ان پر اشاعت اور طباعت کے حقوق (کاپی رائٹ) ہوتے ہیں۔ اس لیے اکثر وہی نسخے شامل کیے گئے ہیں جو غیر تحقیقی ہیں، حالانکہ وہی کتابیں بازار میں تحقیق شدہ حالت میں موجود ہیں۔

- اسی طرح قیمتی تحقیقی کتب اور علمی مقالات بھی شامل نہیں کیے گئے، کیونکہ ان پر بھی اشاعتی حقوق لاگو ہوتے ہیں۔

- بعض کتابوں کے عنوانات میں بھی غلطیاں ہیں۔ کہیں تو کتاب کا نام ہی غلط درج ہے، کہیں مؤلف (مصنف) کا نام غلط منسوب کر دیا گیا ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عنوان کے نیچے بالکل دوسری کتاب موجود ہوتی ہے۔12

(3) مکتبہ جبریل / مکنون: اردو اسلامی کتب کی ڈیجیٹل دنیا میں ایک انقلابی قدم

دینی علوم کی ڈیجیٹائزیشن کے میدان میں مکتبہ جبریل (Jibreel Library) یا مکتبہ مکنون ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ اردو زبان میں اسلامی علوم پر مشتمل سب سے بڑا اور مفید سافٹ ویئر شمار ہوتا ہے، جو اردو داں محققین اور طلبہ کے لیے تحقیق، مطالعہ اور علمی جستجو کا نہایت مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔

خصوصیات:

مکتبہ جبریل / مکنون میں اسلامی علوم کی مختلف شاخوں پر مشتمل ہزاروں کتب نہایت منظم انداز میں شامل کی گئی ہیں، جن میں شامل موضوعات درج ذیل ہیں:

- تفسیر و علوم قرآن

- احادیث و شروحِ حدیث

- فقہ و فتاویٰ

- درسِ نظامی کا مکمل ذخیرہ

- عربی ادب، تاریخ اسلام، سیرت، تصوف، عقائد، منطق و فلسفہ وغیرہ

یہ ذخیرہ نہ صرف مطالعہ کے لیے مفید ہے بلکہ تلاش (Search)، تحقیق (Research Tools)، تخریج، نوٹس لینے اور کتب کی برآمد (Export) جیسی سہولیات کے ساتھ علمی کام کے لیے ایک مکمل پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔

CC BY

مکتبہ جبریل/مکنون سافٹ ویئر کی افادیت:

-یونیکوڈ متن کی وجہ سے متن کو کاپی، تلاش اور ترجمہ کرنا آسان ہے، البتہ جو مواد صرف پی ڈی ایف میں موجود ہے اسے نقل کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اسے تلاش کرنا آسان ہوتا ہے۔

-تحقیقاتی مقالہ جات کے لیے مطلوبہ حوالے اور تخریج آسانی سے کی جاسکتی ہے۔

-اردو زبان میں تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ ایک انمول ذریعہ ہے، جو انگریزی یا عربی کے متبادل میں ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوا ہے۔

مشکلات:

- جدید اپڈیٹس کی رفتار نسبتاً سست ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے تازہ کتب یا ایڈیشنز کی شمولیت محدود ہے۔

- بسا اوقات سرچ کرنے میں کافی ٹائم لیتا ہے جس کی وجہ کمپیوٹر سسٹم کی سست رفتاری بھی ہو سکتی ہے۔

- پی ڈی ایف کتب میں بعض اوقات سرچ کی سہولت محدود ہوتی ہے۔

- مصنفین/ناشرین کی جانب سے کاپی رائٹ کی وجہ سے بہت سی کتب حذف کی جاچکی ہیں۔

(4) جامع الکتب التسعہ کا تعارف

جامع الکتب التسعہ "ایک موبائل ایپلی کیشن ہے جس میں نو مشہور کتب حدیث شامل ہیں جو علماء اور محققین کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر اور جامع سمجھی جاتی ہیں۔ یہ نو کتابیں سنت نبوی ﷺ کا سب سے مکمل اور مستند ذخیرہ سمجھی جاتی ہیں، اور انہی پر اسلامی احکام اور فقہی مسائل کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

یہ ایپ جدید الیکٹرانک انداز میں ان کتابوں کو پیش کرتی ہے، جو ایک طرف علمی تحقیق کی اصالت کو محفوظ رکھتی ہے اور دوسری طرف جدید ٹیکنالوجی کی سہولتوں سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

جامع الکتب التسعۃ کی خامیاں:

-محدود تعداد میں مراجع و مصادر۔

-کتابوں اور متون (نصوص) کے مختلف ایڈیشنز اور طبعات کی شناخت ممکن نہیں۔

-روایات اور رُواۃ پر جو حکم لگایا گیا ہے، اس کے اسباب و دلائل واضح نہیں ہوتے، کیونکہ یہ پروگرام محض تیار شدہ فیصلوں پر انحصار کرتا ہے۔

-اس میں بعض اہم خدمات کی کمی ہے، جیسے:

...سلسلہ اسناد (شجرۂ سند) کی ترتیب

...راویوں کے حالات زندگی (تراجم) کی بہتر پیشکش

...حدیث پر حکم لگانے کے نظام میں بہتری کی گنجائش

...اس میں تلاش (سرچ) کرتے وقت محقق کو ایک سے زائد الفاظ استعمال کرنا پڑتے ہیں، کیونکہ اگر صرف ایک لفظ سے تلاش کی جائے تو مطلوبہ معلومات تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات محقق یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ معلومات سرے سے موجود ہی نہیں، حالانکہ وہ موجود ہوتی ہیں۔

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ آن لائن تخریج میں استعمال ہونے والی ڈیجیٹل ایپلی کیشنز اور سافٹ ویئرز اگرچہ علم حدیث و روایت کی خدمت میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، تاہم ان میں کئی ایک علمی، فنی اور فہمی کمزوریاں پائی جاتی ہیں، جن سے صرفِ نظر کرنا علمی تحقیق میں غلط نتائج، غلط حوالہ جات اور نادانستہ تحریف کا سبب بن سکتا ہے۔ آن لائن تخریج کے ذرائع معاون و مفید ضرور ہیں، مگر صرف ان پر اعتماد کرنا علمی دیانت کے خلاف ہے۔ ان سے استفادے میں اعتدال، تحقیق اور احتیاط کی راہ اپنانی چاہیے۔

CC BY

طلبہ وطالبات کا ڈیجیٹل فقہی کتب سے براہِ راست خود استفادہ کرنا اور دوسروں کی رہنمائی کرنا

فقہ اسلامی ایک دقیق اور اجتہادی علم ہے، جو نہ صرف فروعی مسائل کے بیان پر مشتمل ہوتا ہے بلکہ اس کی بنیاد اصول فقہ، قواعد کلیہ، اور علم مقاصد الشریعہ جیسے اہم علوم پر ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں دینی تعلیمی اداروں اور آن لائن تعلیمی ذرائع سے وابستہ بہت سے طلبہ وطالبات اپنی فقہی تعلیم کے مراحل میں فقہی کتب سے براہِ راست مسائل اخذ کرنے کا رجحان رکھتے ہیں، اور بعض اوقات ان کتب سے حاصل شدہ معلومات کو اپنے لیے یا دوسروں کے لیے حتمی شرعی حکم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ دینی کتب سے از خود استفادے اور مطالعے کے کچھ مثبت پہلو ضرور ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض اہم شرعی، اصولی اور عملی خطرات بھی وابستہ ہیں جن کا معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔

اگر کوئی طالب علم یا طالبہ کسی فقہی کتاب سے کسی مسئلے کو ذاتی مطالعے کے ذریعے سمجھتا ہے اور علم میں پختگی والے مستند اساتذہ سے سمجھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے، تو یہ ایک قابل تحسین امر ہے اسی لیے ایسے مطالعے کو علم دین حاصل کرنے کی کوشش کے زمرے میں شمار کیا جاسکتا ہے، خصوصاً جب مطالعہ معتمد اور معتبر فقہی کتاب سے کیا جائے، جیسے نور الایضاح، ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری یا رد المحتار وغیرہ۔ اور جبکہ یہ مطالعہ ماہر اساتذہ کی رہنمائی میں ہو لیکن اگر یہ مطالعہ صرف ترجمے پر مبنی ہو، یا ابتدائی سطح کی طالبہ یا طالب علم کسی مسئلہ کو اس کے اصولی وسیاقی پس منظر کے بغیر اخذ کرے، تو اس میں غلطی کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔

کیونکہ علم حاصل کرنا اور "تفقہ فی الدین" حاصل کرنا دونوں کی ترغیب قرآن وسنت دونوں میں وارد ہوئی ہے۔ علم صرف جاننے کا نام ہے لیکن دینی مسائل کے متعلق تفقہ اور گہری بصیرت حاصل ہونا ایک مختلف چیز ہے چنانچہ سنن کبری میں بیہقیؒ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ , إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ , وَالْفِقْهُ بِالتَّفَقُّهِ , وَمَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ , وَإِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ , وَلَنْ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ , لَا يُبَالُونَ مَنْ خَالَفَهُمْ , وَلَا مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ»13

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"اے لوگو! علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے، اور فقہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے سے آتی ہے، اور جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اور میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، وہ ان لوگوں کی پروا نہیں کریں گے جو ان کی مخالفت کریں یا ان سے دشمنی کریں، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے (یعنی قیامت یا غالب دین کا ظہور) اور وہ (حق پر) قائم ہوں گے۔"

اسی لئے یہ بات واضح رہے کہ صرف کتابوں سے دیکھ کر دوسروں کو مسئلہ بتانا اور ان کی رہنمائی کرنا ایک مختلف امر ہے کیونکہ مسئلہ بتانا اور فتویٰ دینا ایک شرعی ذمہ داری ہے جو صرف ایسے اہل علم کو زیبا ہے جنہیں قرآن وحدیث، اجماع وقیاس، علم الفقہ، اصول فقہ، اختلاف فقہاء، وجوہِ ترجیح اور تعاملِ امت جیسے علوم وفنون میں مہارت حاصل ہو۔ فقہی کتب میں موجود مسائل بسا اوقات مختلف روایات، مذاہب اور اقوال پر مبنی ہوتے ہیں، جن میں ترجیح وتنقیح کا عمل ضروری ہوتا ہے۔ غیر ماہر افراد کا کسی ایک قول کو اخذ کرکے اس پر عوام الناس کو فتویٰ دینا نہ صرف علمی خیانت ہو سکتی ہے بلکہ بہت بڑی شرعی غلطی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

ڈیجیٹل مکتبات سے فقہی کتب کا مطالعہ اور ان سے حاصل کردہ معلومات کی بنیاد پر شرعی فتویٰ دینا سخت علمی ذمہ داری اور فقہی اہلیت کا متقاضی ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمیؒ سے منقول ایک فتویٰ میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ محض کتبِ فقہیہ کا مطالعہ کرنے والا، جس نے کسی مستند شیخ سے علم حاصل نہ کیا ہو، وہ فتویٰ دینے کا مجاز نہیں ہے، خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی امور پر مشتمل ہو۔ امام نوویؒ کا قول نقل کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ حتی کہ وہ شخص بھی جو اہلِ علم مشائخ سے پڑھ کر آیا ہو، اگر اس کے پاس فقہی تمیز اور ملکہ نہ ہو تو وہ محض دس یا بیس کتابیں پڑھ کر بھی فتویٰ نہیں دے سکتا، کیونکہ ممکن ہے ان سب کتابوں میں ضعیف رائے ہو۔ صرف وہی شخص فتویٰ دینے کا اہل ہے جو ماہر ہو، جس نے علم کو سند یافتہ اساتذہ سے حاصل کیا ہو، اور جس میں صحیح وضعیف اقوال میں تمیز کی صلاحیت موجود ہو۔ بصورتِ دیگر ایسا شخص اگر فتوے کا منصب اختیار کرے تو اس پر تعزیر واجب ہے کیونکہ اس کا عمل فتنہ وفساد اور گمراہی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

یہ اصول عصرِ حاضر میں بھی بدستور قابلِ اطلاق ہے، کیونکہ محض انٹرنیٹ یا ڈیجیٹل کتب خانوں سے چند کتابیں دیکھ کر کسی مسئلے میں فتویٰ دینا وہی خطرہ رکھتا ہے جو سابقہ ادوار میں ضعیف فہم رکھنے والے اشخاص کے فتووں سے پیدا ہوتا تھا۔14

یہی وجہ ہے کہ ابن حجرؒ نے امام نوویؒ کے حوالے سے یہاں تک فرمایا ہے کہ

CC BY

وَلذَا قَالَ النَّوَوِيّ رَحمَه الله: من رأى الْمَسْأَلَة فِي عشرَة كتب مثلا لَا يجوز لَهُ الْإِفْتَاء بهَا لاحْتِمَال أَن تِلْكَ الْكتب كلهَا مَاشِيَة على قَول أَو طَرِيق ضَعِيف15

جس شخص نے کوئی مسئلہ مثلاً دس کتابوں میں دیکھا ہو، تو بھی اس کے لیے اس مسئلے میں فتویٰ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ تمام کتابیں کسی ضعیف قول یا کمزور طریقے پر مشتمل ہوں۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ صرف متعدد کتب و مراجع کا مطالعہ کرنا کسی مسئلے کی صحت یا رجحان کی دلیل نہیں بن سکتی اور نہ ہی محض اپنے مطالعے کی بنیاد پر اسے آگے شرعی مسئلہ بیان کرنا اور دوسروں کی رہنمائی کرنا درست ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ طلبہ و طالبات کسی فروعی مسئلے کو بغیر اس کے اصولی یا سیاقی پس منظر کے بیان کر دیں جس سے عوام میں یا دیگر طلبہ میں فکری یا مسلکی غلط فہمیاں اور اختلافات پیدا ہو جائیں۔ اس لیے جب تک کوئی طالب علم جب تک فتویٰ کے اصول و ضوابط کی تعلیم اور تربیت کسی مستند مفتی سے اچھی طرح نہ حاصل کر لے، اس کے لیے فقہی کتابوں سے براہ راست مسائل اخذ کر کے دوسروں کو بیان کرنا درست نہیں۔ تاہم، تعلیم و تربیت کے مراحل میں اساتذہ کی نگرانی میں فقہی متون کا مطالعہ اور ان سے مسئلہ سمجھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ فقہی پختگی کا باعث ہے، بشرطیکہ اس کا دائرہ تعلیم و فہم تک محدود ہو، نہ کہ افتاء ورہنمائی تک۔

خلاصہ یہ ہے کہ فقہی طلبہ و طالبات کے لیے فقہی کتب کا مطالعہ اور ذاتی استفادہ جائز اور مفید ہے، بشرطیکہ وہ اپنے دائرہ علم اور علمی اہلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے صرف سمجھنے اور سیکھنے تک محدود رہیں اور مستند اساتذہ کی زیر نگرانی تربیت لیتے رہیں۔ جب کہ فتویٰ دینا یا شرعی حکم کسی دوسرے کو بیان کرنا صرف ان اہل علم کے لیے جائز ہے جو فنِ افتاء میں مہارت اور سند رکھتے ہوں۔

ڈیجیٹل مکتبات اور اصولِ تخییر: کیا فقہ المقارن کی روشنی میں رائے کا انتخاب ممکن ہے؟

ڈیجیٹل مکتبات (Digital Libraries) جیسے کہ "مکتبہ شاملہ"، "مکتبہ جبریل"، اور "مکتبہ مکنون" نے علوم اسلامیہ بالخصوص فقہ، اصول فقہ، اور فقہ المقارن کی کتب تک طلبہ و علما کی رسائی کو آسان تر بنا دیا ہے۔ ان مکتبات میں مختلف فقہی مکاتبِ فکر کی متنوع آراء بآسانی دستیاب ہیں، جن کی مدد سے ایک طالب علم ایک ہی مسئلہ میں مختلف اقوال کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک عام آدمی یا طالب علم اصولِ تخییر (یعنی مختلف فقہی آراء میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے) کے تحت اپنی سہولت یا ذاتی ضرورت کے مطابق ان اقوال میں سے کوئی بھی رائے اختیار کر سکتا ہے؟

علامہ اسنوی شافعیؒ نے اس بات پر محققین کا اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کے لئے براہِ راست کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنا جائز نہیں کیونکہ معین طور پر ان کے مذاہب کو مرتب اور مدون نہیں کیا گیا بلکہ عوام کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ائمہ فقہ کی پیروی کریں جنہوں نے غور و فکر اور تنقیحات کے ساتھ قرآن و سنت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہدایات کے مطابق فقہ کو مرتب کیا چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

وَذكر إِمَام الْحَرَمَيْنِ فِي الْبُرْهَان نَحوه فَقَالَ أجمع الْمُحَقِّقُونَ على أَن الْعَوام لَيْسَ لَهُم أَن يتعلقوا بِمذهب أَعْيَان الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم بل عَلَيْهِم أَن يتبعوا مَذَاهِب الْأَئِمَّة الَّذين سبرُوا فنظروا وبوبوا الْأَبْوَاب وَذكروا أوضاع الْمسَائِل وجمعوها وهذبوها وثبتوها16

فقہاء کرامؒ نے "تخییر بین الاقوال" یا "مذہبِ غیر کی تقلید" کے اصول کو بیان کرتے وقت واضح اور کڑی شرائط عائد کی ہیں، جن کے بغیر دوسرے مسلک کی رائے پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ان شرائط کی تفصیل درج ذیل ہے:

-شرط اول: جمیع شرائطِ مذہبِ غیر کی رعایت

اگر کسی شخص نے ضرورتاً دوسرے امام کے مذہب پر عمل کیا، تو اس کے لیے اس مذہب کے متعلقہ مسئلہ میں موجود تمام شرائط و لوازمات کا التزام واجب ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی حنفی امام شافعیؒ کے قول پر عمل کرتا ہے تو اسے وضو میں نیت، ترتیب، اور نماز میں فاتحہ خلف الامام کی قراءت، اور ارکان میں تعدیل کا بھی لحاظ رکھنا ہوگا، ورنہ عمل باطل ہوگا۔

اسی اصول کو حاشیۃ الطحطاوی میں ذکر کیا گیا ہے:

ولا بأس بالتقليد كما في البحر والنهر لكن بشرط أن يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الإمام لأن الحكم الملفق باطل بالإجماع كما في ديباجة الدر فيقرأ إن كان مؤتما الخ17

"اور (مذہبِ غیر کی) تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ 'البحر' اور 'النہر' میں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اُس امام کے تمام احکام و شرائط کی مکمل پابندی کی جائے، کیونکہ ملفق (یعنی مختلف مذاہب سے چن چن کر مسئلہ بنانے) کا حکم اجماعاً باطل ہے، جیسا کہ 'دیباجہ الدر' میں ہے۔ چنانچہ اگر (مقتدی ہو تو) قراءت نہ کرے الخ۔"

OPEN ACCESS

-شرط دوم: رخصت کے لئے تتبع ممنوع

دوسرے مذہب کی تقلید محض آسانی یا رخصت کے حصول کے لیے کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص مختلف ائمہ کی آسان رائے کو تلاش کرے، تو فقہاء کے نزدیک یہ طرز عمل "تتبع الرخص" کہلاتا ہے، جو بالاجماع ناجائز ہے۔

-شرط سوم: پہلے مذہبِ غیر کی رائے پر عمل نہ کیا ہو

اگر کسی مسئلے میں کسی شخص نے پہلے ہی اپنے مذہب کے مطابق عمل کیا ہے، تو بعد میں دوسرے امام کی رائے پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔

البتہ بعض صورتوں میں "عموم بلویٰ" (یعنی عام ابتلاء اور مشکل) کی صورت میں بھی دوسرے مذہب کی رائے اختیار کرنا فقہاء نے جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ مذکورہ بالا شرائط پوری کی جائیں۔18

خلاصہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل مکتبات کے ذریعہ فقہی مکاتبِ فکر کی متعدد آراء تک رسائی ضرور ممکن ہوئی ہے، لیکن اصولِ تخییر کے تحت ان میں سے کسی رائے کو اختیار کرنے کے لیے مذکورہ شرائط کی پابندی شرعاً ضروری ہے۔ محض سہولت یا ذاتی میلان کی بنیاد پر کسی بھی رائے کو لے لینا شرعی اصولوں کے خلاف ہے۔ اس لیے طالب علم یا محقق کو چاہیے کہ وہ یا تو اپنے مسلک کی معتبر رائے پر عمل کرے، یا اگر مجبوری میں دوسرے مذہب کی رائے اپناتا ہے تو ان کے شرائط و تفصیلات کی پوری رعایت کرے، ورنہ "تلفیق" (دو مختلف فقہی اصولوں کو ایسے جوڑنا کہ کوئی امام بھی اس مجموعے کو درست نہ کہے) کا ارتکاب ہو گا جو کہ بالاجماع باطل ہے۔

ڈیجیٹل مکتبوں سے استفادے میں احتیاط اور تحقیقی امانتداری

موجودہ دور میں تحقیق اور استفادے کے لئے ڈیجیٹل مکتبوں (Digital Libraries) کی سہولت ایک بڑی نعمت ہے، جہاں ہزاروں فقہی کتب اور مصادر چند لمحوں میں دستیاب ہو جاتے ہیں۔ تاہم، اس سہولت کے باوجود ان مکتبوں سے براہ راست علمی مواد اخذ کرنے کے حوالے سے بعض اہم فقہی و تحقیقی اصولوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ خاص طور پر جب یہ کتب یونیکوڈ فارمیٹ (Editable Text) میں دستیاب ہوں تو ان میں تحریف، سقم، غلط املاء یا سیاق وسباق کی کمی کے امکانات کا مکمل انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ان کتب میں غیر محقق افراد یا تیسرے اشخاص کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ تبدیلی کا خطرہ بھی موجود ہوتا ہے۔

اس لیے فقہی و علمی امانت داری کا تقاضا ہے کہ ایسے یونیکوڈ متن پر براہ راست اعتماد نہ کیا جائے، بلکہ اصل شائع شدہ مطبوعہ کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ اگر کسی وجہ سے اصل مطبوعہ نسخے تک فوری رسائی ممکن نہ ہو، تو کم از کم اس کی پی ڈی ایف اسکین شدہ تصویر سے تقابل ضروری ہے تاکہ متن کے صحیح ہونے کا ایک درجہ کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

علاوہ ازیں، علمی مراجع سے استفادے میں فقہی اصولِ احتیاط کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، کہ کہیں ناقص یا تحریف شدہ نقل کی بنیاد پر غلط فتویٰ یا نتیجہ اخذ نہ کر لیا جائے۔

اس بناء پر نہ صرف یہ لازم ہے کہ ڈیجیٹل مکتبوں سے استفادے میں علمی معیار کی رعایت کی جائے، بلکہ محققین کو چاہیے کہ ہر ایسے برقی ماخذ کے حوالے سے متن کی صحت کا اطمینان حاصل کریں، اور جہاں ممکن ہو طباعت شدہ مراجع یا کم از کم اسکین شدہ پی ڈی ایف نسخے سے تقابل کریں۔ اس سے اگرچہ مطلق درستی کی ضمانت تو حاصل نہیں ہوتی، لیکن اتنا ضرور ہوتا ہے کہ علمی امانت داری اور تحقیقی دیانت کے اصول کی بہتر رعایت ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اگر محقق تقابلی تحقیق کے اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی ڈیجیٹل مصدر سے علمی اقتباس کرتا ہے تو یہ استفادہ شرعی اور معروف علمی روایت کا تسلسل سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ فقہ النوازل میں علامہ بکر بن عبد اللہ أبو زیدؒ نے واضح طور پر لکھا ہے:

"والاقتباس واحد من هذه الآثار المباركة، فهو ثمرة عملية وصلت إلى حد الإيجاب باعتبارها والاستشهاد بها، واتخاذ الكاتب لها سنداً في موضوعه وبحثه، فهو انتفاع شرعي لا يختلف فيه اثنان."19

اور اقتباس (کسی مأخذ سے استفادہ) ان بابرکت اثرات میں سے ایک ہے، کیونکہ یہ ایک عملی نتیجہ ہے جو مثبت درجہ تک پہنچ چکا ہے، یعنی اس سے استشہاد کرنا اور اسے مصنف کا اپنے موضوع اور تحقیق میں حوالہ بنانا۔ پس یہ ایک شرعی نفع ہے، جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

چونکہ علمی اقتباس، استشہاد، اور حوالہ جات کے ذریعے استفادہ ایک شرعی اور مسلمہ علمی عمل ہے جس پر امت کا تسلسل رہا ہے۔ اس بناء پر نہ صرف یہ لازم ہے کہ ڈیجیٹل مکتبوں سے استفادے میں علمی معیار کی رعایت کی جائے، بلکہ محققین کو چاہیے کہ ہر ایسے برقی ماخذ کے حوالے سے متن کی صحت کا اطمینان حاصل کریں، اور جہاں ممکن ہو طباعت شدہ مراجع یا کم از کم اسکین شدہ پی ڈی

CC BY

الیف نسخے سے تقابل کریں۔ اس سے اگرچہ مطلق درستی کی ضمانت تو حاصل نہیں ہوتی، لیکن اتنا ضرور ہوتا ہے کہ علمی امانت داری اور تحقیقی دیانت کے اصول کی بہتر رعایت کی جانب ایک مزید اقدام عمل میں آجاتا ہے۔

گمراہ فرقوں کے اقتباسات نقل کرنا

علمی حوالے دیتے وقت ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اگر حوالہ ایسی کتب سے لیا جارہا ہو جو اہلِ بدعت یا گمراہ فرقوں سے متعلق ہوں تو ان کا حوالہ بڑی احتیاط سے دینا ضروری ہے۔ غلط بات کو بلا تحقیق آگے پھیلانا یا اقتباس کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں جیسا کہ حدیثِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے:

قال رسول الله ﷺ: " إن المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبي زور " 20

یعنی جو شخص ایسی باتوں کا دعویٰ کرے جو اس کو دی نہیں گئیں، وہ دو جھوٹے لباس پہننے والے جیسا ہے۔

اسی طرح ایک موقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب اہل کتاب کی ایک کتاب نبی کریم ﷺ کے پاس پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" أَمُتَهَوِّكُونَ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً21

"کیا تم (اے) ابنِ خطاب! اس (کتاب) کے معاملے میں شک وشبہ میں پڑ گئے ہو؟ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس (دین کو) بالکل صاف وشفاف اور خالص حالت میں لے کر آیا ہوں۔"

اگرچہ عمومی قارئین یا مبتدی طلبہ کے لیے ایسی کتب سے گریز کرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن محقق کی نیت گمراہی کی وضاحت اور اس کا رد ہو، اور اس کے ساتھ واضح طور پر تنبیہ بھی ذکر کی جائے، تو اقتباس کی اجازت ہے کیونکہ اس کا اصل مقصد گمراہی کو ختم کرنا اور حق کو واضح کرنا ہے جو کہ باعث ثواب ہے ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

فمن هداه الله سبحانه إلى الأخذ بالحق حيث كان ومع من كان ولو كان مع من يبغضه ويعاديه ورد الباطل مع من كان ولو كان مع من يحبه ويواليه فهو ممن هدى لما اختلف فيه من الحق. فهذا أعلم الناس وأهداهم سبيلا وأقومهم قيلا وأهل هذا المسلك إذا اختلفوا فاختلافهم اختلاف رحمة22

"پس جسے اللہ سبحانہ وتعالی نے اس بات کی توفیق دی کہ وہ حق کو جہاں کہیں بھی ہو، اور جس کے ساتھ بھی ہو، لے لے، چاہے وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ ہو جس سے وہ بغض رکھتا ہو اور دشمنی رکھتا ہو، اور باطل کو رد کرے چاہے وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ ہو جس سے وہ محبت کرتا ہو اور دوستی رکھتا ہو تو ایسا شخص ان لوگوں میں سے ہے جنہیں ان امور میں حق کی معرفت عطا ہوئی جن میں اختلاف واقع ہوا۔ یہی لوگ سب سے زیادہ علم رکھنے والے، سب سے زیادہ سیدھی راہ پر چلنے والے، اور سب سے درست بات کہنے والے ہیں۔ اور ایسے طرزِ فکر کے حامل لوگ جب آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو ان کا اختلاف درحقیقت رحمت کا سبب ہوتا ہے۔"

خلاصہ

اسلامی تاریخ میں کتاب اور کتاب خانوں کی اہمیت، اولین مسلم علماء کی علمی ترقی میں کتب بینی، مطالعہ اور تحقیق کا کس قدر اہم کردار تھا۔ قدیم اسلامی معاشروں میں کتب خانوں کے قیام، ان کی توسیع اور ان کے ذریعے علم کے پھیلاؤ کو ایک تاریخی وثقافتی سرمایہ قرار دیا گیا۔ اور اسی کے تسلسل میں آج کے دور میں آن لائن دینی لائبریریوں کی افادیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا البتہ ہر آن لائن لائبریری تحقیق کے لیے یکساں طور پر قابل اعتماد نہیں ہوتی، بلکہ ان کے مآخذ، ترتیب، اور علمی صحت پر انحصار ضروری ہے۔ جدید آن لائن وسائل جیسے مکتبہ الشاملہ وغیرہ کے تجزیے سے یہ بات واضح ہے کہ ان ڈیجیٹل مکتبات سے استفادہ کرتے ہوئے طلبہ، محققین اور علماء دینی علوم میں بہت حد تک اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ البتہ صرف ان لائبریریوں پر انحصار کرکے براہِ راست شرعی مسائل میں رائے قائم کرنا یا دوسروں کی رہنمائی کرنا علمی خیانت اور شرعی خطرے سے خالی نہیں، جیسا کہ متعدد فقہاء مثلاً امام نوویؒ، علامہ ابن حجر ہیتمیؒ اور دیگر نے وضاحت سے فرمایا کہ جو شخص محض مطالعہ کتب پر اعتماد کرے اور علمی سند یا مہارت نہ رکھتا ہو، اس کے لیے فتویٰ دینا شرعاً جائز نہیں۔

اسی طرح اصولِ تخییر اور فقہ القارن کے تناظر میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر کوئی محقق متعدد فقہی مذاہب اور آراء میں سے کسی ایک رائے کو اختیار کرتا ہے تو یہ اختیار صرف اس صورت میں معتبر ہے جب وہ اس رائے کے دلائل، اصول اور نتائج کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ عام طالب علم یا محض مطالعہ کرنے والا ایسا نہیں کرسکتا، اس لیے فقہی احتیاط لازم ہے۔ آخر میں نہایت اہم بات یہ ہے کہ تحقیقی امانت داری، علمی احتیاط اور آن لائن مواد کے استعمال میں دیانت داری کو دیکھتے ہوئے اس بات کی نشان دہی کرنا ضروری ہے کہ آن لائن دینی کتب اور فتاویٰ سے استفادہ مفید ہے، مگر یہ تب ہی نافع ثابت ہوتا ہے جب اس کے ساتھ مناسب تربیت، استاذ کی نگرانی، اور علمی بصیرت شامل ہو۔ بصورت دیگر یہ سہولت علمی گمراہی، انتشار اور فکری سطحیت کا باعث بن سکتی ہے۔

(References) حوالہ جات

[1] Dr. Mawlānā Muḥammad ʿAbd al-Ḥalīm Chishti, Islāmī Kutub Khāne (Lāhaur: Al-Faysal Nāshrān wa Tājirān-e-Kutub, n.d.), 508

2 Dr. Mawlānā Muḥammad ʿAbd al-Ḥalīm Chishti, Islāmī Kutub Khāne, 290.

3 Dr. Mawlānā ʿAbd al-Ḥalīm Chishti, Islāmī Kutub Khāne, 509–515

[4] Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī al-Khaṭīb al-Baghdādī, Tārīkh Baghdād, ed. Bashshār ʿAwwād (Bayrūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 2:7

5 Muḥammad ibn Isḥāq Ibn al-Nadīm, al-Fihrist, ed. Ibrāhīm Ramaḍān (Bayrūt: Dār al-Maʿrifah, n.d.), 62.

6 "Marākiz al-Maʿlūmāt wa al-Kutub al-Raqmiyyah fī al-ʿIrāq." Ministry of Transport – Republic of Iraq, accessed July 7, 2025. https://iitp.mot.gov.iq/Home/Post?id=53.

7 "Awjuh al-Tashābuh wa al-Ikhtilāf bayn al-Maktabah al-Iliktrūniyyah wa al-Maktabah al-Raqmiyyah," Qpedia, January 15, 2023, https://qpedia.org/topics/12384.html (accessed July 7, 2025).

8 ʿAbd al-Ghanī Aḥmad Jabr al-Tamīmī, Takhrīj al-Ḥadīth al-Nabawī ʿalá Ṣāḥibihā al-Ṣalāh wa al-Salām (Riyāḍ: Dār al-Qāsim li al-Nashr wa al-Tawzīʿ, n.d.), 6.

9 ʿĀdil ibn Say ʿAlī, Aham al-Barāmij allatī Tustaʿmal fī Takhrīj al-Ḥadīth al-Nabawī – ʿArḍ wa Naqd (Batnah: Kulliyyat al-ʿUlūm al-Islāmiyyah, Jāmiʿat Bātnah 1, n.d.), 10.

10 Muḥammad ʿAlī Aḥmad al-Aʿmar, Athar Istikhdām al-Maktabah al-Shāmilah fī Khidmat al-Sunnah al-Nabawiyyah (al-Majmaʿah: Jāmiʿat al-Majmaʿah, Qism al-Dirāsāt al-Islāmiyyah, n.d.), 6, .

11 Ibid P 21

12 Ḥusayn Maṭāwiʿ al-Tartūrī, Tawẓīf Taqniyyah ʿIlm al-Ḥāsūb fī Khidmat al-Fiqh wa Uṣūlihi – al-Maktabah al-Shāmilah Namūdhajan (al-Khalīl: Kulliyyat al-Sharīʿah, Jāmiʿat al-Khalīl, n.d.), 9.

13 Aḥmad ibn al-Ḥusayn al-Bayhaqī, al-Madkhal ilá al-Sunan al-Kubrā (Kuwait: Dār al-Khulafāʾ li al-Kitāb al-Islāmī, n.d.), 253.

14 Aḥmad ibn Muḥammad al-Haytamī Ibn Ḥajar, al-Fatāwá al-Fiqhiyyah al-Kubrá, comp. ʿAbd al-Qādir ibn Aḥmad al-Fākihī al-Makkī (Miṣr: ʿAbd al-Ḥamīd Aḥmad Ḥanafī, n.d.), 4:332.

15 Aḥmad ibn Muḥammad al-Haytamī Ibn Ḥajar, al-Fatāwá al-Fiqhiyyah al-Kubrá, comp. ʿAbd al-Qādir ibn Aḥmad al-Fākihī al-Makkī (Miṣr: ʿAbd al-Ḥamīd Aḥmad Ḥanafī, n.d.), 4:332.

16 Jamāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥīm ibn al-Ḥasan al-Isnawī, al-Tamhīd fī Takhrīj al-Furūʿ ʿalá al-Uṣūl, ed. Muḥammad Ḥasan Haytū (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, n.d.), 527.

CC BY

17 Aḥmad ibn Muḥammad al-Ṭaḥṭāwī, Ḥāshiyat al-Ṭaḥṭāwī ʿalá Marāqī al-Falāḥ Sharḥ Nūr al-Īḍāḥ (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.), 179.

18 Shabbīr Aḥmad Qāsimī, Fatāwá Qāsimiyyah (Dīoband: Maktabah Ashrafiyyah, n.d.), 1:270–272.

19 Bakr ibn ʿAbd Allāh Abū Zayd, Fiqh al-Nawāzil, vol. 2 (Riyāḍ: Dār al-ʿĀṣimah, 1416 AH), 161.

20 Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn al-Bayhaqī, al-Sunan al-Kubrá, ed. Muḥammad ʿAbd al-Qādir ʿAṭā (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.), 7:501.

21 Abū ʿAbd Allāh Aḥmad ibn Muḥammad al-Shaybānī Ibn Ḥanbal, Musnad Aḥmad: Dhayl Musnad Jābir ibn ʿAbd Allāh, ed. Shuʿayb al-Arnāʾūṭ et al. (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, n.d.), 23:349.

22 Muḥammad ibn Abī Bakr Ibn al-Qayyim al-Jawziyyah, al-Ṣawāʿiq al-Mursalah fī al-Radd ʿalá al-Jahmiyyah wa al-Muʿaṭṭilah, ed. ʿAlī ibn Muḥammad al-Dakhīl Allāh (Riyāḍ: Dār al-ʿĀṣimah, n.d.), 2:516.